گداگری۔۔۔۔۔ایک معاشرتی مرض ہے

ڈاکٹر شہناز غازی☆

تلخیص:

''معاشرے میں پائی جانے والی بے شمار برائیوں میں سے ایک برائی گداگری ہے جو لوگوں میں تن آسانی اور بے حسی کو پنپنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

گداگری ایک ایسا قبیح فعل ہے جس میں مبتلا ہو کر انسان پستی کی حدوں کو چھو لیتا ہے۔ کوئی بھی شخص جب کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو نہ صرف اس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے بلکہ وہ شرم و حیاء کے دامن کو بھی تار تار کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے گداگری جیسے عمل کو قطعاً پسند نہیں فرمایا، البتہ اللہ نے اپنے بندوں کو تعلیم ہی ایسی دی جس کے ذریعے وہ ضرورت منداور مستحق افراد کو جان کر ان کی مدد کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال میں ان لوگوں کا حصّہ رکھا ہے جو واقعتاً امداد دیئے جانے کے لائق ہوں اسی طرح غریب افراد کو بھی اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ اپنے ساتھ کی کمائی پر ہی بھروسہ کریں، اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں اور بلا ضرورت نہ مانگتے پھریں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی امّت کے غریب افراد کا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا کسی طور پر بھی منظور ہوتا تو آپ ﷺ اس شخص کی کہ جس کی کل متاع ایک کمبل اور ایک پیالہ تھی، صحابہ میں فروخت نہ کرواتے۔ آپ ﷺ ایک اشارہ فرماتے اور اس شخص کے لیے بیشمار مال اکٹھا ہو جاتا لیکن آپ ﷺ نے اس کا کمبل اور پیالہ فروخت کروا کے کلہاڑی اور رسی خرید کر اسے دی اور فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹو اور فروخت کرو۔ چند دنوں بعد ہی وہ شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اپنی خوشحالی کا تذکرہ کیا۔ یہ مثال قیامت تک کے لیے ایمان والوں پر گداگری کے دروازے کو بند کر دیتی ہے۔''

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ القرآن والسنہ، جامعہ کراچی

آئینہ لغات میں گداگری کے مختلف نام:

''اردو لغت میں گداگری بھیک مانگنے کو کہتے ہیں''[1]

''انگریزی میں گداگری کو Begger کا نام دیا جاتا ہے''[2]

''عربی لغت میں گداگری کیلئے باب فتح سے سائل، نام مستعمل ہے''[3]

''جبکہ فارسی لغت میں گداگری کیلئے جو لفظ مستعمل ہے وہ 'دریوزہ گری' ہے''[4]

شرم وحیاء کا مٹ جانا گداگری کا سبب ہے:

جو لوگ اسلامی تعلیمات کا بڑا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں وہ یقیناً میرے اس مفروضہ سے اتفاق کرینگے کہ ''گداگری اختیار کرنے والوں میں کسی بھی قسم کی شرم وحیاء نہیں ہوتی'' اور ایک حدیث بھی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''جب آدمی میں شرم وحیاء نہ رہے تو وہ جو چاہے کرے''۔ گداگری کو اپنانے کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ میرے نزدیک ''انسان کے دل و دماغ سے شرم وحیاء کا مٹ جانا ہے'' ورنہ ایک انسان کیونکر بھکاری بن سکتا ہے؟

کیسے اپنی عزتِ نفس کو خاک آلود کرسکتا ہے؟ ظاہر ہے جب شرم وحیاء نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں تو کیا چھوٹا اور کیا بڑا، اور کیا عورت اور مرد۔

جبکہ مال میں باعتبار ذات کوئی بُری چیز موجود نہیں ہے بلکہ دینی اور دنیوی فوائد مال کے ساتھ وابستہ ہیں اسی لئے روزی کمانے کی اور مال کے حاصل کرنے کی ترغیبات احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔

رزق کا دینے والا اللہ ہے اسی سے مانگو:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ۝ [5]

''اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو''

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَھَا اللّٰہُ یَرْزُقُھَا وَاِیَّاکُمْ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ [6]

''کتنے جانور ایسے ہیں جو اپنی روزی اُٹھا کر نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا، جاننے والا ہے''

ان آیات پر انتہائی غور ہونا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ اس کی کوشش ہونی چاہیے کہ صرف حق تعالیٰ شانہ وتقدس

پر ہی ہماری نگاہ ہو، اسی پر اعتماد ہو، اسی کی پاک ذات سے اپنا سوال ہو، اسی سے بھیک مانگی جائے۔ اس کے علاوہ کسی اور کے سامنے ہاتھ نہ پھیلے بلکہ دل میں بھی کسی دوسرے کا خیال نہ آئے، بلکہ وہی پاک ذات اور صرف وہی پاک ذات اپنا سہارا ہو اسی کو نفع ونقصان کا مالک دل سے سمجھا جائے۔ ے

اپنے ہاتھ کی محنت کی روزی سب سے بہتر ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاْکُلَ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ یَدَیْہِ ٥رَواہُ الْبُخَارِیُّ

حضرت مقدام ابن معدی کرب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

''کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کی محنت کی روزی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کی محنت سے کمائی ہوئی روزی کھاتے تھے''۔

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے ایک جلیل القدر نبی تھے اور ساتھ ہی خدا نے انہیں دنیا کی سلطنت وحکومت بھی عطا کی تھی۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنی حکومت میں لوگوں سے اپنے بارے میں تجسس کرتے رہتے تھے چنانچہ جو شخص انہیں نہیں جانتا تھا۔ اس سے وہ دریافت کرتے کہ بتاؤ داؤد کیسا ہے؟ لوگوں میں اس کی عادت اور سیرت کس درجہ کی ہے اور ان کے بارے میں تمہارا تاثر کیا ہے؟ ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کو آدمی کی صورت میں ان کے پاس بھیجا انہوں نے اس سے بھی اس قسم کے سوال کئے۔ اس نے کہا کہ داؤد ہیں تو اچھے آدمی مگر اتنی بات ضرور ہے کہ وہ بیت المال سے روزی کھاتے ہیں۔ بس یہ سننا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل ودماغ میں بجلی سی کوندگئی فوراً اپنے پروردگار سے دعا کی ''الٰہ العالمین! مجھے بیت المال سے مستغنی بنادے اور مجھے کوئی ایسا ہنر عطا کردے کہ جس سے میں اپنی روزی کما سکوں'' چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں زرہ بنانے کا ہنر عطا فرمایا۔ منقول ہے کہ اللہ نے ان کے ہاتھوں کو ایسی خاصیت عنایت فرمائی کہ لوہا ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ جس سے وہ زرہ بناتے اور جو چار چار ہزار درہم میں فروخت ہوئی بلکہ بعض علماء نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام روزانہ ایک رزہ بناتے اور اس کو چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے پھر اس چھ ہزار کو اس طرح صرف کرتے کہ دو ہزار تو اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے اور چار ہزار درہم بنی اسرائیل کے فقراء ومساکین میں بطور صدقہ وخیرات تقسیم کردیتے۔

بہر کیف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشادِ گرامی کے ذریعے جہاں یہ ارشاد فرمایا! کہ کسب یعنی اپنی روزی خود پیدا کرنا انبیاء کی سنت ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عمل سے معلوم ہوا۔ اس لئے تم بھی ان

کے طریقے کو اختیار کرو۔ گویا آپ ﷺ نے اپنی روزی خود اپنی صنعت وحرفت کے ذریعے پیدا کرنے پر لوگوں کو ترغیب دلائی ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں مثلاً جو شخص اپنی صنعت وحرفت سے کماتا ہے نہ صرف یہ کہ خود اسے منافع حاصل ہوتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی صنعت وحرفت سے فائدہ پہنچتا ہے پھر یہ کہ ایسا شخص اپنے پیشہ میں مصروف رہنے کی وجہ سے بری باتوں اور لہو ولعب سے محفوظ رہتا ہے نیز چونکہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی وجہ سے کسر نفسی بھی پیدا ہو تی ہے۔ اس لئے وہ اپنے نفس کی سرکشی سے بچتا ہے اور پھر سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسا شخص کسی کا محتاج نہیں رہتا کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتا کسی کے آگے جھکتا نہیں اور اسے ایک آبرومندانہ زندگی حاصل رہتی ہے۔ ۹

حلال روزی کمانا فرض ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلاَلِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ ٥ ۱۰

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''حلال روزی کمانا فرض کے بعد ایک فرض ہے''

مطلب یہ ہے کہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی معاشی ضروریات کی کفالت کے لئے اپنے دست وبازو کی محنت سے کمانا فرض ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو فرائض مقرر کئے ہیں جیسے نماز، روزہ وغیرہ پہلے ان کا درجہ ہے کہ ان فرائض کی تکمیل کے بعد حلال روزی کمانا فرض ہے۔ ۱۱

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَعَلَى الْمِنبَرِ وَهُو يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَ لَةِ الْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰي وَالْيَدُ الْعُلْيَا هَي الْمُنفَقه وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّآ ئِلَةُ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ٥ ۱۲

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُس موقع پر جب کہ آپ ﷺ منبر پر تھے اور صدقہ کا ذکر بیان کر رہے تھے اور سوال سے بچنے کے بارے میں خطبہ دے رہے تھے یہ ارشاد فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا (اور لوگوں کو دینے والا) ہاتھ ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا (یعنی سائل) کا ہاتھ ہے۔ ۱۳

محنت مزدوری کرنا ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے:

اور حضرت زبیر بن عوام راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک

رسی اور لکڑیوں کا ایک گھٹا (باندھ کر) پشت پر لاد کر لائے اور اسے فروخت کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی عزت و آبرو کو برقرار رکھے (جو مانگنے سے جاتی تھی) تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔ ۱۵

سوال نہ کرنے کا حکم:

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حصہ ملایا اور اس بات کا اقرار کرایا کہ (کبھی بھی) کسی سے کوئی چیز نہیں مانگو گے چنانچہ میں نے اس بات کا اقرار کیا پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر تمہارا کوڑا بھی گر جائے تو کسی سے نہ مانگو (یعنی کسی سے اٹھانے کے لئے نہ کہو) بلکہ تم خود سواری سے اُتر کر اٹھا لو۔ ۱۸

طمع، افلاس اور محتاجگی ہے:

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے (لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا کہ لوگوں جان لو، طمع محتاجگی ہے اور آدمیوں سے نا اُمید ہونا تونگری و بے پروائی ہے انسان جب کسی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ ۱۹، ۲۰

اضافۂ مال کی خاطر مانگنا گویا آگ کا انگارہ مانگنا ہے:

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص محض اضافہ مال کی خاطر لوگوں کے مال میں سے (کچھ) مانگتا ہے تو وہ گویا آگ کا انگارہ مانگتا ہے اب وہ چاہے کم مانگے یا زیادہ مانگے۔ ۲۱

دست سوال دراز نہ کرنے پر آنحضرت ﷺ کی بشارت:

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے ساتھ اس بات کا عہد کرے کہ وہ لوگوں کے آگے دست سوال دراز نہیں کرے گا تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں (ثوبان کہتے ہیں کہ) میں نے عہد کیا کہ میں (کبھی بھی) کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاؤ نگا چنانچہ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے (خواہ وہ کتنی ہی تنگی میں کیوں نہ مبتلا رہتے ہوں) ۲۳، ۲۴

روزِ قیامت بھیک مانگنے والوں کا حشر:

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو شخص ہمیشہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا رہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں ہوگا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم) ۲۵

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ اسلام انسان کو اپنی دست کمائی کا درس دیتا ہے اور لوگوں کے سامنے سوال کر کے اپنی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دینے سے روکتا ہے۔ اور بھیک مانگنے کے نتیجہ میں اس کا انجام دنیا و آخرت میں کیا ہے؟ اور ہوگا اس سے بھی لوگوں کو خبردار کئے ہوئے ہے اور بھیک مانگنے والوں کی تہدید و انسداد آنحضرت ﷺ و صحابہ کے دور میں بھی کی گئی اور لوگوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا تھا انجام کار کے اعتبار سے اور مناسب سرزنش کے ذریعے انہیں بھیک مانگنے سے روکا بھی جاتا تھا اور اپنی حاجات صرف اور صرف اللہ رب العالمین سے مانگنے کی ترغیب خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ دیا کرتے تھے۔ دورِ حاضر میں بھی یہ ارباب حکومت وانتظامیہ کا کام ہے کہ وہ ایسے گروہ کو جو بلا جواز بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ اُن کی تہدید و انسداد کی جائے اور انہیں روزگار عطاء کیا جائے جس سے ملک میں رہزنی، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کی روک تھام کی جاسکے اور اغواء برائے تاوان جیسی مہلک برائیوں پر قابو پایا جاسکے اور روزمرہ جو ٹریفک کی روانی متاثر ہوتی ہے اس کا ایک سبب گداگری بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ دیگر کئی جرائم کو پھیلانے کا بھی سبب بن رہے ہیں۔ ۲۶

مقامِ مقدس پر دستِ سوال کا انسداد:

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن ایک شخص کو لوگوں سے مانگتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ (بدنصیب) آج اور اس جگہ پر تو خدا کے علاوہ دوسروں سے مانگ رہا ہے پھر اُنہوں نے اس شخص کو درہ سے مارا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ تیری کتنی حرماں نصیبی اور بدبختی ہے کہ آج کے دن کہ جو قبولیت دعا کا دن ہے اور اس جگہ یعنی میدان عرفات میں کہ جو مقدس و بابرکت جگہ ہے تو خدا سے صرف نظر کر کے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ مقدس مقامات مثلاً مساجد وغیرہ میں مانگنا نامناسب بات ہے۔ ۲۷

رجوع الی اللہ کرو وہی حاجت رواں ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۲۸

جوکوئی اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ تعالی اس کیلئے نکلنے کی جگہ پیدا فرما دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے کہ جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالی پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

۲۹

اللہ کے نام پر بھیک مانگنے سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک دنیا کی کوئی وقعت نہیں ہے پھر اللہ کا نام لیکر پوری دنیا بھی نہیں محض ادنیٰ سے ادنیٰ چیز مانگی جاتی ہے۔ اس سے منع فرمایا اور ترغیب دی کہ رب کا نام کر صرف اور صرف جنت کے طالب رہو اور اس نام سے جنت مانگو۔

۳۰

معاشرے کے افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد کو جو اللہ کا نام لیکر بھیک مانگتا ہوا سے نہایت شائستگی سے سمجھائیں کہ اس نام سے صرف اور صرف جنت اللہ سے مانگو اور انہیں اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کر کے کھانے کمانے کی ترغیب دیں اور ساتھ اربابِ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بھیک مانگنے والوں کی تہدید وانسداد کریں اور انہیں ان کے موافق روزگار دیں اور بھیک کی آڑ میں جو بھیانک جرائم ہو رہے ہیں ان کا سدباب کرے۔

کتابیات

(۱) جامع اللغات اردو، مؤلفین مولانا محمد رفیع، مولا محمد وکیع، صفحہ: ۵۰۰ دارالاشاعت کراچی۔

(۲) Populay Oxford Mini Dictionary Page 42.

(۳) المنجد، صفحہ: ۴۵۱ دارالاشاعت

(۴) فرہنگ فارسی، صفحہ: ۳۹۹، کتابستان پبلیشنگ کمپنی اردو بازار، لاہور۔

(۵) القرآن، سورۃ ہود، آیت نمبر ۶

(۶) القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر ۶۰

(۷) فضائل صدقات، حصہ دوئم، صفحہ: ۶۳

(۸) مشکواۃ المصابیح، صفحہ: ۲۴۱، الکسب وطلب الحلال، الفصل الاول، امام ولی الدین محمد عبداللہ الخطیب، التبریزی۔

(۹) مظاہر حق جدید، جلد ۳، صفحہ: ۳۱ تا ۳۲ محمد قطب الدین خان دہلوی۔

(۱۰) مشکوٰۃ المصابیح، باب ایضاً، الفصل الثالث، صفحہ: ۲۴۲۔

(۱۱) مظاہر حق جدید، جلد ۳، صفحہ: ۴۹۔

(۱۲) مشکوٰۃ المصابیح، باب: من لاتحل لہ المسئلۃ ومن لاتحل لہ، الفصل الاول، صفحہ: ۱۶۲۔

(۱۳) مظاہر حق جدید، جلد ۲ صفحہ: ۲۳۲۔

(۱۴) مشکوٰۃ المصابیح، باب ایضاً، صفحہ: ۱۶۲۔

(۱۵) مظاہر حق جدید، جلد ۲، صفحہ: ۲۳۲۔

(۱۶) مشکوٰۃ المصابیح باب ایضاً الفصل الثالث صفحہ: ۱۶۴۔

(۱۷) مظاہر حق جدید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۰۔

(۱۸) مشکوٰۃ المصابیح، باب وفصل ایضاً صفحہ ۱۶۳۔

(۱۹) مظاہر حق جدید، جلد ۲، صفحہ: ۲۳۹۔

(۲۰) مشکوٰۃ المصابیح، باب ایضاً، الفصل الاول، صفحہ: ۱۶۲۔

(۲۱) مظاہر حق جدید، جلد ۲ صفحہ: ۲۳۱۔

(۲۲) مشکوٰۃ المصابیح، باب ایضاً، الفصل الثالث صفحہ: ۱۶۳۔

(۲۳) مظاہر حق جدید، جلد ۲، صفحہ: ۲۴۰۔

(۲۴) مشکوۃ المصابیح، باب ایضاً، الفصل الاول صفحہ:۱۶۲۔

(۲۵) مظاہر حق جدید، جلد۲، صفحہ:۲۳۱۔

(۲۶) مشکوۃ المصابیح، باب ایضاً الفصل الثالث، صفحہ:۱۶۳۔

(۲۷) مظاہر حق جدید، جلد۲، صفحہ:۲۳۹۔

(۲۸) القرآن، سورۃ الطارق، آیت نمبر۳

(۲۹) مشکوۃ المصابیح، باب افضل الصدقۃ الفصل الثانی، صفحہ:۱۷۱۔

(۳۰) مظاہر حق جدید، جلد۲، صفحہ:۲۸۵۔